محرّم

بین الاقوامی شاہکار

عالی جناب مولانا محمد لطیف صاحب انصاری، سکریٹری پنجاب شیعہ کانفرنس

(ماخوذ از اخبار سرفراز لکھنؤ محرم نمبر ۱۳۵۵ھ، ص ۶۵)

محرم ایک ایسی لفظ ہے جسے بہت کچھ سمجھانے کی ضرورت ہے۔ اس کا مفہوم وسیع بھی ہے اور زوردار بھی۔ یہ انسان کو ایک عظیم الشان نصب العین بھی یاد دلاتا ہے اور اس کے حصول کے عملی ذرائع بھی بتلاتا ہے۔ اس کے مناسبات اور متعلقات گوناگوں تفاصیل سے مالا مال ہیں۔ جس عظیم واقعہ کی یہ یادگار ہے وہ دنیا کے تمام انسانوں کو اپیل کرتا ہے۔ وہ عالم انسانیت کے دکھیا، مظلوم، مصیبت زدہ، کمزور بیکس انسانوں کا سہارا ہے اور سرمایہ تسکین ہے۔ وہ ایک عظیم گھرانے کی شریفانہ جدوجہد کا آئینہ دار ہے۔ وہ ایک ایسے واقعہ کا ریکارڈ ہے جس نے تکمیل انسانیت کی سنہری تاریخ میں ایک تازہ باب کا اضافہ کیا ہے۔ وہ ایک روحانی کشف اور رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ محرم انسانی سیرت کے نفیس ترین وصف کی یاد تازہ کرتا ہے۔ محرم کسی رسم یا ریت کے بجالانے کا نام نہیں ہے۔ محرم ظاہردارانہ رسوم سے بہت بلند و برتر ہے۔ محرم ایک زندہ روح، سرگرم دل اور سراپا اضطراب زندگی چاہتا ہے۔

محرم حضرت محمدؐ کے نواسہ، ان کی چہیتی بیٹی فاطمہؑ کے سپوت اور حکیم اسلام سرکار رسالتؐ کے جاں نثار داماد علیؑ کے فرزند سرکار شہادت کو پیش کررہا ہے۔ حسینؑ کی شہادت کا مقصد کیا ہے؟ اس کا مقصد اسلام کے حق پرور فطری اصولوں کی باطل اور غیر فطری اصولوں پر فتح کا اعلان ہے اسلام کیا ہے؟ اسلام مذہب انسانیت ہے اسلام الٰہی اور فطری قانون کا ایسا مجموعہ ہے جو انسان کو موجودات عالم میں اپنی حیثیت کا احساس سکھلاتا ہے اور یہ بتلاتا ہے کہ اسے اپنے حقیقی درجہ کو حاصل کرنا اور قائم رکھنا چاہئے۔ اسلام انسانیت سے جغرافیائی تبائن، آب وہوائی اختلاف اور لسانی امتیاز کو محو کررہا ہے۔ اسلام کے مجموعہ قانون میں مصنوعی جماعت بندی کی گنجائش نہیں۔ وہ انسان کو صرف دو جماعتوں میں تقسیم کرتا ہے۔ مالک حقیقی کے فرمانبردار اور اس کے نافرمان ان دونوں جماعتوں میں حد بندی صرف عمل کرتا ہے۔ اسلام کا مقصد یہ ہے انسان یا تو باعمل زندگی بسر کرے یا اللہ کی زمین کو اپنے قابل نفرت وجود سے خالی کردے۔ وہ انسان کی اپنی ساختہ لغات سے قومیت (Nationality) کے تمام حروف کو مٹانے کیلئے آیا ہے۔ وہ طاقتور کے برخلاف کمزور کا سہارا ہے وہ بیسواد کو پڑھے لکھوں کی دست درازیوں سے بچانے کا کفیل ہے اور وہ لونی امتیازات کے قلع قمع کا علمبردار ہے۔

سرکار رسالت محمد مصطفیٰ ارواحنا لہ الفدا کا مذہب عالمگیر ہے اور بین الاقوامی مہر رکھتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہی امتیازات ہیں جنہیں اسلام مٹانے کے لئے آیا۔ اور یہی آج دنیا میں تمام فتنہ وفساد کی جڑ ہیں۔ اسلام نسلی خصومت سے پاک ہے۔ واقعہ محرم کا ہیرو ان نسلی امتیازات اور ملکی تفرقات کی بیخ کنی محض الفاظ میں نہیں بلکہ عمل میں کرنا چاہتا ہے۔ محرم کے ہیرو اور تعلیمات پیغمبرؐ اسلام کے مظہر حسین علیہ السلام کا نسلی تنافر کو دور کرنے کا زبردست اقدام اپنے لئے رفیقہ حیات کا انتخاب تھا۔ حسینؑ سامی

النسل (SEMATIC RACE) سے تھے، آپ کی رفیقہ حیات جناب شہر بانو آرین نسل سے تعلق رکھتی تھیں۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں اور علماء نسلیات سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان دونوں نسلوں میں بعد المشرقین ہے۔ مگر حسینؑ نے بین الاقوامی اسپرٹ سے کام لیکر ان تمام نسلی امتیازات کو بالائے طاق رکھا۔ اور سامی اور آرا ین نسلوں میں امتزاج پیدا کر دیا۔ یہ عقد حقیقتاً سرزمین ہدایت میں آرین اور سامی نسلوں کا سنگم تھا، جس کا نتیجہ ایک ایسے ہادیوں اور ایسے پیشواؤں کا سلسلہ تھا جو باپ کے لحاظ سے سامی اور ماں کے لحاظ سے آرین تھے۔ اور اس حکیمانہ فعل کا انجام سامی سلسلہ ہدایت سے آرین نسل کے انسانوں کی اجنبیت کا رفع کرنا ہے۔ چنانچہ آج مفکرین مغرب معترف ہیں کہ اسلام کی نشر و اشاعت کا سب سے بڑا سبب امام حسینؑ کا یہی حکیمانہ فعل تھا۔

سرکار شہادتؑ نے اس واقعہ کربلا سے ثابت کر دیا ہے کہ اسلام کسی خاص نسل کسی خاص ملک کسی خاص قوم سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ عالمگیر مذہب ہے جو نسلی، لونی اور ملکی امتیازات سے بہت بلند و بالاتر ہے۔ اسلام کی بقا کے لئے سرکار شہادت نے انجمن البقائیہ تشکیل دی اس میں ہر نسل کا انسان شریک تھا۔ کربلا کی قربان گاہ پر جن انسانوں نے قربانیاں دیں وہ کسی خاص نسل کے افراد نہ تھے بلکہ ہر نسل سے تعلق رکھنے والا اس شاہکار میں حصہ دار تھا۔ علماء نژادشناسی (ETHNOLAGIST) نے بنی نوع انسان کو چار بڑی نسلوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ سامی النسل
۲۔ آریائی نسل
۳۔ تاتاری نسل
۴۔ حبشی النسل

اگر واقعہ کربلا کا غائر نظر سے مطالعہ کیا جائے تو آپ ایثار کے اس عظیم الشان شاہکار میں ہر نسل کے انسان کو شریک پائیں گے۔

سامی النسل کا حصہ بہت عظیم الشان ہے خود سرکار شہادت سامی النسل تھے۔ ان کے تمام عزیز سامی النسل تھے۔ اصحاب میں بھی سامی النسل کی اکثریت ہے۔

تاتاری نسل۔ اس نسل کا کربلا میں نمائندہ وہ ترکی غلام تھا جس کا نام بعض علمائے سیر نے قارب لکھا ہے۔ یہ بزرگوار سرکار شہادت امام حسین علیہ السلام کے غلام تھے۔ حافظ قرآن بھی تھے۔ جب سرکار سید الشہداؑ سے میدانِ جنگ میں جانے کے لئے اذن طلب کیا تو حضور نے فرمایا میں نے تمہیں اپنے فرزند سید الساجدین علی ابن الحسین کو ہبہ کر دیا ہے۔ غلام گیا۔ سرکار صبر سید سجادؑ بخار کی حالت میں سو رہے تھے۔ غلام نے ایسی حالت میں بیدار کرنا سوء ادب سمجھا۔ مگر یہ سعادت مند یہ بھی سمجھ رہا تھا کہ اگر حضور کو جگایا نہ گیا تو میری قسمت سو جائے گی۔ اس لئے پاؤں کے تلوے پر اپنا رخسار رکھ کر رونا شروع کیا۔ امامؑ نے پاؤں میں طراوت محسوس کر کے آنکھیں کھول دیں۔ حضور نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا اپنی جان دے کر سعادت ابدی چاہتا ہوں۔ فرمایا میں نے تجھے خدا کی راہ میں آزاد کیا۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ تو اپنی جان بچا کر یہاں سے چلے جاؤ یا میدان میں جا کر سعادت شہادت حاصل کرو۔ عرض کی میں جان دینے کیلئے رزم گاہ میں جاتا ہوں۔ فرمایا اچھا خیمہ کے پردے کو اٹھا دو تا کہ ہم بھی تمہیں لڑتا ہوا دیکھیں۔ اس سعید ازلی نے تمام اہل حرم کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ اور رخصت ہو کر میدان میں آئے اور اس طرح رجز پڑھنے لگے۔

''سمندر میں میرے نیزہ و شمشیر کی گرمی سے آگ لگ جائے گی اور فضا میرے تیروں کی پرواز سے مملو ہو جائے گی۔ جب میری تلوار ہاتھ میں چمکتی ہے مغرور حاسد کا دل شگافتہ ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد نہایت شجاعانہ شان سے جنگ کی اور بہت سے دشمنوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ جب زخمی ہو کر گرے تو سرکار سید الشہداؑ نے یہ قدر فرمائی کہ بنفس نفیس سرہانے تشریف لائے

اوران کے گلے میں باہیں ڈال دیں اوراپنا رخسار ان کے رخسار پر رکھا۔ جاں نثار نے آنکھیں کھولیں اور اس معصوم کی اس قدر افزائی کو دیکھ کر مسکرائے اور پھر ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کرلیں۔

امام مظلوم کے غلام اور شکستہ قلم واقعہ نگار کے آقا! میری جان آپ پر فدا ہو، آپ تاتاری نسل کا سرمایۂ افتخار ہیں۔

حبشی النسل۔ واقعہ کربلا میں حبشی نسل کی نمائندگی کا حق ادا کرنے والے حضرت جون ہیں۔ آپ فضل بن عباسؓ کے غلام تھے۔ سرکار ولایت امیر المومنینؑ علی ابن ابی طالب نے ڈیڑھ سو اشرفی دے کر انہیں خرید فرمایا اور بااخلاص صحابی سرکار رسالت ابوذر غفاریؓ کو ہبہ کیا۔ وہ حضرت ابوذرؓ کے ساتھ رہے۔ جب انہیں صحرائے ربذہ کی طرف جلاوطن کیا گیا تو سراپا وفا ان کے ساتھ تھے۔ جب صداقت کے مجسمہ جلا وطن آقا نے غریب الوطنی میں رحلت فرمائی تو یہ مدینہ میں لوٹ آئے۔ اول سرکار ولایت علیؑ ابن ابی طالبؑ علیہا السلام کی خدمت میں رہے پھر سرکار صلح شاہزادہ امن امام حسنؑ کی سرکار میں رہنے کی سعادت حاصل کی اس کے بعد سرکار شہادت امام حسینؑ کے امانِ رحمت سے وابستہ ہو گئے۔

رزم گاہ حق وصداقت میں امامؑ سے اذن جہاد طلب کیا۔ حضور نے فرمایا ''میں تمہیں خصوصیت سے کہتا ہوں کہ تم میرا ساتھ چھوڑ کر چلے جاؤ۔ اس لئے کہ تم ہمارے ساتھ آسائش وآرام کیلئے تھے۔ اب ہماری وجہ سے کیا ضرورت ہے کہ اس مصیبت میں مبتلا ہو۔'' سراپا وفا غلام قدموں پر گر پڑا۔ قدوم سرکار شہادت کو بوسہ دیکر عرض کیا۔

''فرزند رسولؐ! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ راحت کے زمانے میں آپ کے ہاں کے پیالے چاٹوں اور اب سختی کے وقت آپ کا ساتھ چھوڑ دوں۔ واللہ میرا نسب پست ہے اور میرے خون سے بو آتی ہے اور میرا رنگ سیاہ ہے، آپ اپنے روحانی وسیلہ سے مجھے جنت کا مستحق بنادیجئے۔ میرا حسب شریف ہوجائے میری بو خوشبو سے بدل جائے بخدا میں آپ سے جدا نہ ہوں گا جب تک یہ سیاہ خون آپ کے سفید خون سے نہ مل جائے۔ سرکار شہادتؑ نے اجازت عطا فرمائی۔ حضرت جونؓ میدان میں اترے اور رجز پڑھا۔

''ذرا گنہگار لوگ دیکھیں کہ ایک سیاہ فام غلام شمشیر و نیزہ سے کس طرح جنگ کرتا ہے اور اپنے نبی کی آل کی کس طرح مدد اور حمایت کرتا ہے۔

اس کے بعد آزادانہ شان سے جہاد کیا اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے وفا نواز امام لاش پر تشریف لائے اور یہ دعا فرما رہے تھے۔

'' پالنے والے اس کے چہرے کو روشن کردے اس کی بدبو خوشبو سے بدل دے اسے نیک آدمیوں میں محشور فرما اور محمد آل محمد علیہم السلام کی معرفت رکھنے والوں میں شمار فرما۔

یہ تھا حبشی نسل کا افتخار جس کی قبر پر آج ہر مفتخر نسل کا انسان نہایت خضوع وخشوع سے کہتا ہے **بابی انت وامی جعلت فداک یا جون**، اے جون! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اور میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔

آریہ نسل کے مایہ ناز سپوت نصر بن ابی نیزر تھے ان کے والد ابی نیزر عجم کے کسی بادشاہ کی نسل سے تھے۔ ایام طفولیت میں ہی شرف اسلام سے بہرہ ور ہونے کا جذبہ انہیں سرکار رسالتؐ میں کھینچ لایا۔ مشرف بہ اسلام ہوکر سرکار رسالت کی خدمت میں رہے۔ بعد ارتحال سرکار رسالت جناب سرکار ولایت کی خدمت کو فخر سمجھتے رہے۔ ان کے فرزند ارجمند نے کمسنی اور جوانی سرکار ولایت علی ابن ابی طالب اور سرکار صلح ودامن امام حسنؑ کی خدمت میں گذاری پھر سرکار شہادت امام حسینؑ کے ساتھ سفر عراق اختیار کیا اور کربلا پہنچ کر درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

چونکہ محرم کے عظیم الشان المیہ میں ہر نسل کے انسان نے حصہ لیا ہے۔ اسلئے واقعہ کربلا ایک بین الاقوامی شاہکار ہے اور